میرادرد، دردِ تنہا، تیراغم، غمِ زمانہ

جہاد کشمیر کے مشہور کمانڈر ابو عبید آئے کچھ دیر بیٹھے، مجلس جمی، باتیں چلیں تو ایک موضوع پر پہنچ کر میں نے انہیں مخاطب کر کے کہا...... "ابو عبید صاحب! وہ کون بد قسمت شخص ہو گا جس کے دل کے باغ میں مجاہدین اسلام کی محبت کے غنچے نہ چٹکتے ہوں لیکن انسانی زندگی آرزوؤں، تمناؤں اور تشنہ امیدوں کا ایک ایسا قبرستان ہے جس کی ویرانیوں میں نہ جانے حسرتوں کے کس قدر انبار دفن ہیں، دل کی کیاریوں میں خواہشات کی کیسی کیسی کونپلیں پھوٹتی اور کملاجاتی ہیں، ان ہی آرزوؤں، ان ہی حسرتوں اور ان ہی تمناؤں میں مجاہدانہ زندگی کا وہ خواب بھی تھا جو شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا، ورنہ یہ مجاہدین کے چہرے پہ ایمان ویقین کا نور، یہ آنکھوں میں عزم وعمل کا سرور، پاک دل وپاک باز جانبازوں کی محبت ووارفتگی کی یہ طرز زندگی روح کو بھاتی اور قلب کو گرماتی ہے، مجاہدین کے ساتھ دل کی یہ محبت وہ توشہ ہے جس سے امیدِ کرم بندھتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ...... "اور اس کے بعد چند واقعات کا حوالہ دے کر ان کی توجہ مجاہدین کی بعض کمزوریوں کی اصلاح کی طرف مبذول کرائی گئی، وہ سنتے ہی ان کی آنکھ کے ڈورے سرخ ہو گئے، اس تذکرے نے گویا آتش فشاں کا دھانہ کھول دیا، وہ کچھ اس ادا سے گویا ہوئے کہ ان کے لہجے میں جوش تھا، درد وخلوص تھا، فصاحت وبلاغت تھی، البتہ ان کے کلام میں انگریزی الفاظ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگ رہے تھے جن کا استعمال کسی مرعوبیت کا نتیجہ نہیں بلکہ عصری تعلیم کی فضا میں نشوونما کی وجہ سے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ ان کی مجبوری ہے، کہنے لگے:

"مولانا! وال ٹو وال بچھی ہوئی مسہریوں اور نرم غالیچوں والے یخ بستہ کمروں میں بیٹھ کر مسلمانوں کی درد جتائی پر مشتمل لکھی جانے والی تحریریں آرام دہ چیئرز اور ملائم فوم والے بیڈز پر ٹیک اور لیٹ کر پڑھی جاتی ہیں، جب کہ دین اسلام کے نفاذ کا عظیم الشان کام بیٹھنے، ٹیکنے اور لیٹنے کے بجائے دائمی جدوجہد، مسلسل حرکت اور مستقل محنت چاہتا ہے، اس فارسٹ کو عبور کرنا اتنا ایزی نہیں،...... کیا آپ کو یہ حقیقت معلوم نہیں کہ ۵۲ آزاد ملکوں پر مشتمل عالم اسلام کے پاس اس وقت دنیا کی بہترین منظم ۸۵ لاکھ سے زاید مسلح فوج موجود ہے، چشموں، لہروں، پہاڑوں اور قدرتی وسائل سے مالا مال زرخیز زمین کا اسی فیصد حصہ مسلم ممالک کے پاس ہے، پیٹرول جیسی ضرورت کی اہم چیز کی ۸۴ فیصد پیداوار مسلمان ملکوں میں ہوتی ہے...... عالم اسلام کا کون سا ملک ہے جسے واقعتاً ایک صحیح اور آئیڈیل اسلامی ملک کہا جا سکے، جس کی پالیسیاں یہودیت، وعیسائیت کے پنجوں کی گرفت سے آزاد ہوں اور جہاں اسلام کی ایک ایک تعلیم دستور کے بک میں نہیں، زندگی کے صفحات پر نظر آئے، کشمیر کے اسی ہزار شہدا، فلسطین کے چالیس لاکھ مہاجرین، بوسنیا کی اجتماعی قبروں کی بازیافت اور چیچنیا کے مظالم کی کچھ جھلک تو عالمی اسکرین پر نظر آرہی ہے، لیکن کتنی مسلم اقلیتیں ہیں جن کی دردناک داستانوں کے ساتھ ان کی چیخیں بھی دفن کر دی جاتی ہیں، پھر معاملہ یہاں آکر رکا نہیں بلکہ مسلم معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے آفت زدہ جراثیم اور سیم آور دیمک جھونک دیے گئے، صرف پاکستان کی مثال لے لیجیے، کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ پاکستانی قوم، اللہ سے اعلان جنگ کرنے والے سودی نظام کے گندے جوہڑ سے نکلنے کی شدید خواہش رکھتی ہے، کیا اس میں دو رائے ہو سکتی ہیں کہ پاکستان کا مسلمان اپنے فرزند کو اسلام کے صحیح عقائد و اعمال سے آراستہ ایک پکا سچا مسلمان دیکھنے کی تمنا رکھتا ہے، کیا اس میں شک ہو سکتا ہے کہ یہاں کا ہر فرد اپنی بیٹی کو ایک پاکباز وعفیف خاتون کی شکل میں دیکھنے کا آرزومند ہے۔ پھر یہ کون لوگ ہیں جو اس ملعون نظامِ مالیات کے بخیے ادھیڑنے میں رکاوٹ ہیں، یہ کون لوگ ہیں جو اکیسویں صدی کا آوازہ لگا کر مسلمان شاہین بچوں کو نئے کلچر و گلیمر کا سبق سکھا رہے ہیں، یہ کون ہیں جو کائنات میں رنگ بھرنے کے لیے دختران اسلام کو تتلیاں بن کر چادر اور چار دیواری سے نکلنے کا ناقوس بجا رہے ہیں کہ وہ بازاروں، مارکیٹوں، بوتیکوں، پارکوں اور سڑکوں پر منڈلاتی رہیں، جو زنانہ ڈریس کے ٹخنے سے گھٹنے تک اور سر کی چوٹی سے سینے تک کے سفر کو ترقی کا سفر باور کرا رہے ہیں، جو حیا، عفت، پاکیزگی اور فیملی سسٹم کے مضبوط بندھن کو فنڈا منٹلزم کا طعنہ دیتے ہیں، جو سوشل ایکشن پروگراموں کے ذریعے کنڈوم کلچر کو فروغ دے رہے ہیں...... ان لوگوں کو آپ مسلم سوسائٹی میں نگیٹو رول ادا کرنے والے بیوروکریٹ کہیں، اسٹیبلیشمنٹ کہیں، فاشسٹ کہیں، فرنگی فاونڈری کے پروردہ کہیں، لارڈ میکالے نظام کی پود کہیں، ان کے لیے جو بھی نام آپ یوز کریں لیکن یہ ہے وہ دیمک جو ہمارے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے جھونک دیے گئے ہیں، اس کے لیے دیمک مار دوا کی فارمیسی صلاحیت کے حامل دو نسخے ہیں، ایک نسخہ کا نام مولوی اور دوسرے کا مجاہد ہے، خامیاں مولوی میں بھی ہیں اور مجاہد میں بھی اور خامیوں سے کون خالی ہے لیکن صرف خامیوں پر نظر رکھنا کہاں کا انصاف ہے، مولانا، ذرا غور فرمائیں، یہ میرے ساتھ نظر آنے والے سربکف مجاھد عمر کی ڈھلتی شام میں نہیں، دیکھیے، ان میں سے ہر ایک کی جوانی کا بوٹا بوٹا ہرا ہے، ان کے بھی لطیف احساسات ہیں لیکن اللہ کے کلمے کی سربلندی کا بلند عزم لے کر یہ جانباز نوجوان، مجاہدین کے قافلے میں شامل ہوئے اور اس وقت تک شامل رہیں گے، جب تک برصغیر کی دھرتی پر مسلمانوں کی عظمت کا پھریرا بلند نہ ہو، ہند کا خطہ خطہ دین حق کے ترانے سے گونج نہ اٹھے، جب تک دلی کے لال قلعے پر اسلام کا جھنڈا لہرا نہ جائے...... اور یا پھر انہیں شہادت کی وہ منزل نصیب ہو جس کی تلاش میں یہ برسوں محاذ جنگ کے برق وطوفان سے نبرد آزما ہے، مولوی ہو یا مجاہد، مولانا! یہ دونوں دشمن کے نشانے پر ہیں لیکن ان شاء اللہ ان کی یہ صدا دبانا آسان نہیں، یہ دیا بجھانا آسان نہیں، صدا دبے گی تو حشر ہو گا، دیا بجھے گا تو سحر ہو گی۔"

ان کی اخلاص بھری گفتگو سن کر میں نے کہا "ابو عبید صاحب! آپ کے اسلوب کی طرح ضروری نہیں کہ آپ کے تمام خیالات سے اتفاق کیا جائے لیکن آپ کے عزم، آپ کے ارادے اور آپ کی تمنا کی عظمت کو سلام، کیوں؟...... اس لئے کہ میرادرد، دردِ تنہا، تیراغم، غمِ زمانہ!